OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com

جدید طبّی چیلنجز، قانونی واخلاقی ذمہ داریاں اور ضمان کے شرعی احکام

Modern Medical Challenges, Legal and Ethical Responsibilities, and Shariah Rulings on Liability (ضمان)

Dr. Mufti Muhammad Asghar
Research Scholar, Department of Quran o Sunnah, University of Karachi.

Dr. Adnan Malik
Assistant Professor, Govt. College Univeristy Hyderabad.

Received on: 04-01-2026 Accepted on: 06-02-2026

Abstract

This paper examines the Shariah rulings related to medical treatment, with particular focus on the principles governing liability (ضمان). In the contemporary era, alongside remarkable advancements in the field of medicine, there has been a significant rise in medical negligence, commercialization, and professional irregularities. These developments have given rise to critical questions regarding patients' rights and the responsibilities of medical practitioners. The present study analyzes these issues in the light of the Qur'an, Sunnah, and Islamic jurisprudence. The article highlights that the permissibility of medical treatment in Islamic law is contingent upon four fundamental conditions: (1) professional competence and expertise, (2) adherence to established medical standards, (3) obtaining consent from the patient or their guardians, and (4) sincerity and goodwill. When these conditions are fulfilled, any unintended harm does not render the physician liable; however, the absence of any of these conditions results in liability. The study further categorizes medical practitioners into three types—qualified and certified practitioners, skilled but uncertified practitioners, and unqualified practitioners—and elaborates on their respective legal rulings. It establishes that an unqualified practitioner is liable for harm in all cases, whereas a qualified practitioner is held liable only in instances of negligence, transgression, or treatment without consent. Additionally, practical forms of medical negligence—such as misdiagnosis, unnecessary surgical procedures, violation of medical standards, and disregard for patients' rights—are discussed in detail. The study concludes that Islamic law assigns paramount importance to the protection of human life and has laid down clear ethical and legal boundaries for the medical profession. Adherence to these principles not only absolves physicians of liability but also promotes trust, justice, and the spirit of humanitarian service within society.

Keywords: Modern Medical Challenges, Legal and Ethical Responsibilities, Sharia Rulling, Liability, Islamic Law

تمہید

موجودہ ترقی یافتہ دور میں زندگی کے ہر شعبے میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں اور دن بدن ہو رہی ہیں۔ نئے سائنسی اور صنعتی دور نے جہاں بے شمار سہولیات اور آسانیاں فراہم کی ہیں اس کے ساتھ ساتھ بہت سے نت نئے مسائل بھی پیدا کر دیے ہیں۔ ہر شعبہ حیات کی طرح فن طب میں بھی ہمہ نوع تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں۔ مختلف طریقہائے علاج دریافت ہو جانے کے باعث فنِ طب نے جہاں بے مثال ترقی کی ہے، وہیں دوسری طرف امراض کی کثرت، نئی نئی بیماریاں، سمجھ میں نہ آنے والے حالات اور دوائیوں کے مضر اثرات (Side Effects) کی وجہ سے روز بروز نئے نئے مسائل بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ کہیں ڈاکٹر کی کوتاہی سے کسی کا کوئی عضو بیکار ہو جاتا ہے تو کہیں لاپرواہی اور غفلت کے مظاہرے سے مریض دارِ فانی ہی سے رخصت ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹروں پر تشدد، مار پیٹ اور ان کے خلاف احتجاج کی داستانیں بھی آئے روز سننے کو ملتی ہیں۔ دوسری طرف ڈاکٹر خود کو بے قصور ثابت کرنے اور ہمدردی جتانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ اس صورتحال میں ڈاکٹر اپنی ذمہ داری میں کب کوتاہی کرنے والا شمار ہو گا اور کس صورت میں اس کی غفلت ولاپرواہی کے باعث اس پر ضمان عائد ہو گا؟ یہ مسئلہ انتہائی اہمیت اختیار کر چکا ہے۔

علاج ومعالجہ (Medical Treatment) کی اہمیت

ایمان اور ہدایت کے بعد صحت وتندرستی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ صحت نہ ہو تو عیش وراحت کے تمام دنیاوی اسباب ہیچ ہیں۔ طبیب اور ڈاکٹر اسی صحتِ انسانی کی حفاظت کا اہم ترین فریضہ انجام دیتے ہیں۔ دورِ حاضر میں یہ فن اچھا روزگار ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم الشان انسانی خدمت بھی ہے جو سراسر ثواب اور اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کا اہم ذریعہ ہے بلکہ ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق لوگوں میں سب سے بہترین انسان وہ ہے جو دوسرے انسانوں کو نفع پہنچائے۔ مولانا رومیؒ نے تصوف کا حاصل خدمت خلق کو قرار دیا ہے، فرمایا:

ز تسبیح وسجادہ ودلق نیست

طریقت بجز خدمت خلق نیست

علاج ومعالجہ کی شرائط

دنیا کے ہر فن کو انجام دینے کے لیے کچھ اصول، شرائط اور ذمہ داریاں لازمی ہوتی ہیں۔ جو کام بھی قواعد وضوابط سے ہٹ کر کیا جائے وہ بہتری کے بجائے خرابی کا باعث بنتا ہے۔ اس لیے اس اہم کام کی ذمہ داریاں بھی بہت نازک ہیں جن کی رعایت رکھنا ڈاکٹروں کے لیے ضروری ہے۔ اگر معالج ان شرائط اور ذمہ داریوں کا لحاظ رکھتے ہوئے علاج ومعالجہ کا پیشہ اختیار کرے گا تو بلاشبہ وہ انسانی خدمت ہو گی اور اس پر کوئی ضمان بھی عائد نہ ہو گا لیکن اگر شرائط کی خلاف ورزی پائی گئی تو اس صورت میں یہ عمل اجر وثواب کا باعث ہونے کے بجائے اُلٹا موجبِ ضمان ہو گا۔ قرآن وحدیث اور کتب فقہ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اہم خدمت کو انجام دینے کے لیے بنیادی طور پر چار شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

پہلی شرط:۔ طبّی اہلیت ومہارت

شریعت مطہرہ میں کسی بھی عمل کے لیے بنیادی شرط اہلیت کی ہے۔ اہلیت اور مطلوبہ صلاحیت کے بغیر جو کام بھی انجام دیا جائے گا وہ بہر کیف ناروا اور نقصان دہ ثابت ہوگا۔ اس لیے علاج و معالجہ کے لیے بھی اہلیت اور مناسب لیاقت و صلاحیت ہونا ضروری ہے، چنانچہ اس فن کے لیے پہلی اور اہم ترین شرط یہی ہے کہ طبّی خدمات انجام دینے والا شخص باقاعدہ ڈاکٹر ہو اور کسی مستند میڈیکل ادارے سے اس نے طبّی تعلیم حاصل کی ہو۔ اس شرط کا ثبوت درج ذیل حدیث سے ملتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من تطبب و لم یعلم منه طب فهو ضامن (1)

ترجمہ: جس شخص نے طبّی لیاقت حاصل کیے بغیر طبابت(Medicine) کی تو وہ ضامن ہے۔

فقہائے کرامؒ نے جاہل اور ناواقف طبیب پر حجر کرنے (Suspension) یعنی اُسے علاج کرنے سے روکنے کو جائز قرار دیا ہے اور یہ حکم فقہ کی تمام کتب میں مصرح ہے۔ مجلۃ الاحکام العدلیہ میں ہے۔

یحجر علی بعض الناس الذین تکون مضرتهم عامة کالطبیب الجاهل.... المراد بالطبیب الجاهل من یسقی الناس فی امراضهم دواء مخالفا یفسد ابدانهم لعدم علمه (2)

ترجمہ: لوگوں میں سے جن بعض لوگوں کا نقصان عام ہو اُن پر پابندی عائد کر دی جائے گی جیسا کہ جاہل طبیب.... جاہل طبیب سے مراد ایسا معالج(Doctor) ہے جو طب کی معلومات نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو ایسی ناموافق دوا دے جو انہیں نقصان پہنچائے۔

فتاوی بزازیہ کی مندرجہ ذیل عبارت بھی اسی شرط کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

قطع الحجام لحما من عینه و کان غیر حاذق فعمیت فعلیه نصف الدیة (3)

ترجمہ: حجام نے آنکھ کا گوشت کاٹا حالانکہ وہ (اس فن میں) ماہر نہ تھا، پس آنکھ کی روشنی ختم ہوگئی تو اُس پر آدھی دیت لازم ہوگی۔

اس شرط کے لازمی ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جب نااہل ڈاکٹر علاج و معالجہ کا پیشہ اختیار کرے گا تو اہلیت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو ضرور نقصان پہنچائے گا۔ شرعاً یہ مسلّم اصول ہے کہ جہاں کہیں شخصی آزادی، اجتماعی ضرر کا باعث بنتی ہو تو وہاں اجتماعی مفاد کو ترجیح دیتے ہوئے شخصی آزادی کو سلب کر لیا جاتا ہے، کیونکہ شخصی آزادی اجتماعی ضرر کے مقابلے میں اہون (کم تر) ہے۔ چنانچہ فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ کی شرح فتح القدیر میں ہے۔

حتی لو کان فی الحجر دفع ضرر عام کالحجر علی المتطبب الجاهل و المفتی الماجن و المکاری المفلس جاز فیما یروی عنه اذ هو دفع ضرر اعلی بالادنی (4)

ترجمہ: اگر حجر (تصرفات سے روکنے) کے ذریعہ عمومی ضرر کو دور کرنا مقصود ہو جیسے جاہل طبیب، بے باک مفتی اور کرایہ داری کا کام کرنے والا مفلس تو امام ابو حنیفہؒ سے مروی روایت کے مطابق ایسا کرنا جائز ہے کیونکہ یہ کم نقصان کو گوارا کرکے زیادہ نقصان کو دور کرنا ہے۔

مذکورہ نصوص سے واضح ہے کہ علاج و معالجہ کا پیشہ اختیار کرنے سے قبل ضروری ہے کہ ڈاکٹر طب کا قدیم و جدید علم حاصل کرے اور دورِ

حاضر کی ضروریات کے مطابق اس کی عملی پریکٹس بھی کرے۔ اگر ضروری علم اور طبّی مہارت کے بغیر کوئی شخص علاج ومعالجہ کا پیشہ اختیار کرے اور پھر اس سے کسی مریض کو نقصان لاحق ہو جائے تو اس شخص پر نقصان کا ضمان لازم ہو گا۔

دوسری شرط:۔ طبّی اصولوں کی مکمل رعایت

علاج ومعالجہ کا پیشہ اختیار کرنے کے لیے دوسری شرط یہ ہے کہ ڈاکٹر علاج کے دوران تمام طبّی رعایتیں ملحوظ رکھے اور ہر قسم کے فنی لوازمات پر عمل پیرا ہونے کی بھرپور کوشش کرے۔ تمام طبّی لوازمات کو ملحوظ رکھنے کے باوجود اگر علاج کے دوران مریض کو نقصان پہنچ جائے تو ڈاکٹر اس کا ذمہ دار نہیں، لیکن اگر ڈاکٹر نے طبّی اصولوں کو ملحوظ نہ رکھا تو اس پر نقصان کا ضمان عائد ہو گا۔ اس میں اصولی بات یہ ہے کہ کسی بھی کوشش کا نتیجہ اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہے، انسان صحیح طریقہ پر جدوجہد اور کوشش کرنے کا مکلف ہے، اس سے آگے اس کی حد ختم ہو جاتی ہے۔ ہم جو کچھ کرتے ہیں وہ اسباب کے درجے میں ہے اور اسباب کے متعلق ہر شخص جانتا ہے کہ وہ بالذات موثر نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت شاملِ حال نہ ہو تو ہزار اسباب اختیار کرنے کے باوجود نتیجہ انسانی چاہت کے برعکس نکلتا ہے لہٰذا ڈاکٹر کا کام یہ ہے کہ وہ طبّی اصولوں کے مطابق علاج کرے، اس کے بعد شفاء کا اس پر مرتب ہونا یا نہ ہونا اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔

یہ شرط بھی فقہائے کرامؒ کی بیان کردہ جزئیات سے بخوبی واضح ہوتی ہے۔ عملِ جراحی اور قطع وبرید کے مسائل میں فقہائے کرامؒ نے حدِ معتاد سے تجاوز نہ کرنے کی شرط لگائی ہے جو معروف معنی میں طبّی اور فنی اصولوں کی رعایت ہی کی دوسری تعبیر ہے۔ اس کی مثال میں فقہ حنفی کی کتابوں سے یہ جزئیہ پیش کیا جا سکتا ہے جو علامہ شامیؒ نے بیان فرمایا ہے۔

ترجمہ: ایک بچی چھت سے گر پڑی اور اس کا سر پھٹ گیا، اس کے علاج کے لیے کئی ڈاکٹر پہنچے، ان میں سے اکثر ڈاکٹروں نے کہا کہ دماغ کی اندرونی چوٹ کا علاج کرنے کے لیے اگر سر کا آپریشن کیا جائے گا تو بچی مر جائے گی۔ ایک ڈاکٹر نے کہا کہ اگر آج اس کے سر کا آپریشن نہ کیا گیا تو بچی زندہ نہ رہے گی، میں بذریعہ آپریشن اسے ٹھیک کرتا ہوں چنانچہ اس نے بچی کے سر کا آپریشن کیا مگر بچی ایک دو روز کے بعد مر گئی۔ فقیہ نجم الدین سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ تمام ڈاکٹروں سے اختلاف کر کے آپریشن کرنے والا ڈاکٹر اس کی موت کا ضامن ہو گا یا نہیں؟ آپ نے کچھ دیر سوچ کر جواب دیا کہ اگر ڈاکٹر نے آپریشن ولی کی اجازت سے کیا تھا اور عام طبّی اصولوں کی رعایت کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی تو وہ ضامن نہیں ہو گا۔ پھر ان سے پوچھا گیا کہ اگر ڈاکٹر ٹھیک کرنے کی ضمانت لے کر علاج کرے اور مریض فوت ہو جائے تو کیا ڈاکٹر ضامن ہو گا؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ اس لیے کہ ڈاکٹر مریض کے حق میں امین ہوتا ہے اور امین پر ضمان کی شرط لگانا باطل ہے۔ اس کے علاوہ شفاء دینا اس کے اختیار میں نہیں اس لیے اس کی ضمانت لینے کا اعتبار نہیں۔(5)

اس جزئیہ میں ضمان سے براءت کے لیے طبّی اصولوں کی مکمل رعایت کو شرط قرار دیا گیا ہے جس سے علاج ومعالجہ میں طبّی اصولوں کی رعایت رکھنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ڈاکٹر علاج کرنے میں طبّی اصولوں کی خلاف ورزی کرے تو اس کی وجہ سے وہ ہونے والے نقصان کا ذمہ دار ہو گا۔

تیسری شرط:۔ مریض یا ورثاء کی اجازت

علاج ومعالجہ کی تیسری شرط یہ ہے کہ ڈاکٹر کو اس کے طبّی عمل کے لیے مریض یا اس کے اعزہ واولیاء کی طرف سے اجازت حاصل ہو۔ اگر مریض لاوارث ہو تو حکومتِ وقت کی طرف سے اس کے علاج کی اجازت لیناضروری ہے۔اس شرط کو فقہائے کرامؒ نے صراحت کے ساتھ بیان فرمایاہے۔ فتاویٰ شامی میں ہے۔

ترجمہ: دونوں روایتوں کے مجموعے سے ضمان کے عدمِ وجوب کے لیے دو شرطیں سمجھ میں آتی ہیں۔ ایک حدِ معتاد سے تجاوز نہ کرنا، دوسرے اجازت۔ان میں سے کوئی ایک یا دونوں مفقود ہوں تو ضمان واجب ہو گا۔(6)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر ڈاکٹر مریض یا اس کے اولیاء کی اجازت کے بغیر از خود کسی کا علاج کرے اور اس کی وجہ سے مریض کو نقصان لاحق ہو جائے تو اس پر ضمان لازم ہو گا۔

چوتھی شرط:۔ حسنِ نیت اور سچی دلچسپی

چوتھی شرط یہ ہے کہ ڈاکٹر مریض کا علاج نیک نیتی اور نہایت دلچسپی سے کرے اور مریض کی شفاء یابی کے لیے مخلصانہ جذبات رکھے۔اس کی مثال میں بعض وہ فقہی جزئیات پیش کی جاسکتی ہیں جو کتاب الجنائز میں مذکور ہیں۔شامی میں ہے۔

ترجمہ: استاد نے کسی بچے کو باپ یا ولی کی اجازت سے تعلیم وتربیت کے لیے حدود میں رہتے ہوئے مارا، سوئے اتفاق سے بچہ ضرب کی تاب نہ لا سکا اور مر گیا تو اس کا ضمان استاد پر لازم نہ ہو گا، اس لیے کہ استاد نے بچے کو جسمانی سزا کسی بری نیت سے نہیں بلکہ ہمدردانہ اور خیر خواہانہ طور پر دی تھی، اس لیے اس سے پہنچنے والے نقصان کا تاوان اس پر عائد نہ ہو گا۔(7)

اسی طرح فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

ترجمہ: کوئی نابالغ بچہ دیوار پر بیٹھا تھا کہ ایک آدمی کے چیخنے سے وہ گر پڑا اور مر گیا تو اس صورت میں مفتیٰ بہ قول کے مطابق اگر چیخنے والے نے چیختے ہوئے یہ کہا تھا "مت گر" تو وہ ضامن نہیں ہو گا اور اگر کہا تھا کہ " گر جا" تو وہ ضامن ہو گا۔(8)

ان دونوں جزئیات سے معلوم ہوا کہ حسنِ نیت اور جذبہ ہمدردی کے بغیر اگر کسی کو اپنے عمل سے نقصان پہنچایا جائے تو وہ موجبِ تاوان ہے ورنہ نہیں لہٰذا ڈاکٹر کو چاہیے کہ وہ مریض کو صرف گاہک اور اپنے مفادات پورے کرنے کا ذریعہ نہ سمجھے بلکہ ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر اس پیشے کو خدمتِ خلق سمجھ کر حسنِ نیت اور سچی دلچسپی کے ساتھ مریضوں کا علاج کرے۔

حاصل یہ ہے کہ علاج ومعالجہ کا پیشہ اختیار کرنے کے لیے مذکورہ چار بنیادی شرطوں کی رعایت ہر ڈاکٹر کے لیے ضروری ہے۔ان شرائط کی روشنی میں پیش آنے والے مسائل کا حل آسانی کے ساتھ نکالا جا سکتا ہے جس کا حاصل اور خلاصہ یہ ہے کہ شرائط کو ملحوظ رکھنے کی صورت میں ڈاکٹر پر کوئی مالی ضمان عائد نہ ہو گا لیکن اگر ان میں سے کوئی شرط نہ پائی گئی تو ڈاکٹر پر نقصان کا ضمان لازم ہو گا۔

علاج ومعالجہ میں ضمان کے احکام

علاج ومعالجہ کی شرائط کے بعد، ان شرائط کے مفقود ہونے کی صورت میں علاج ومعالجہ کرنے کے جواز وعدمِ جواز اور اس میں ضمان واجب ہونے کے احکام کو بیان کیاجاتاہے۔ طبیب اور ڈاکٹر کی تین اقسام ہیں۔

(۱) ماہر اور سند یافتہ ڈاکٹر۔

(۲) ماہر مگر غیر سند یافتہ ڈاکٹر۔

(۳) جاہل اور غیر سند یافتہ یعنی جعلی وعطائی ڈاکٹر۔

ان تینوں کے احکام الگ الگ بیان کیے جاتے ہیں۔

نااہل ڈاکٹر پر ضمان کے احکام

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا کہ ہر معالج کے لیے اپنے فن میں اہلیت ومہارت، بصیرت مندی، حاضر دماغی اور شریعت کی قائم کردہ حدود پر استقامت لازمی ہے، اس لیے ناواقف اور نااہل لوگوں کو علاج سے روکنا عینِ حکمت اور عوام کے ساتھ ہمدردی ومصلحت پر مبنی ہے۔ نیز اگر کوئی شخص مناسب صلاحیت واہلیت سے محرومی اور اس فن سے کامل ممارست (practiceFull) نہ ہونے کے باوجود لوگوں کو تختہ مشق بنائے اور علاج ومعالجہ کا پیشہ اختیار کرے پھر اس کے نتیجے میں مریض کو نقصان پہنچ جائے تو چونکہ ایسا شخص علاج کرنے کا مجاز ہی نہیں اس لیے اس پر نقصان کا ضمان لازم ہوگا۔ اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کا صریح ارشاد موجود ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ایما طبیب تطبب علی قوم لا یعرف له تطبب قبل ذلک فاعنت فهو ضامن (9)

ترجمہ: جس طبیب نے لوگوں کا علاج کیا حالانکہ پہلے سے وہ اس فن میں معروف نہ تھا، چنانچہ وہ باعثِ مشقت ونقصان ہوگیا تو وہ ضامن ہوگا۔

علامہ ابن قیمؒ نے جاہل طبیب پر ضمان واجب ہونے کے بارے میں اہلِ علم کا اجماع نقل کیا ہے، آپ لکھتے ہیں۔

فاذا تعاطی علم الطب وعمله ولم يتقدم له به معرفة فقد هجم بجهله على اتلاف النفس واقدم بالتهور على مالم يعلمه فيكون قد غرر بالعليل فيلزمه الضمان لذلک وهذا اجماع من اهل العلم (10)

ترجمہ: جو شخص طب (ڈاکٹری) کی تعلیم دینے لگے اور اس پر عمل بھی کرنے لگے (یعنی علاج ومعالجہ کا پیشہ اختیار کرے) حالانکہ اس نے پہلے خود اس فن کو حاصل نہ کیا ہو تو ایسا شخص اپنی ناواقفیت کے باعث لوگوں کی جانیں ضائع کرنے پر تلا ہوا ہے اور وہ غیر ذمہ داری کے باعث ایسا عمل کررہا ہے جس سے وہ خود واقف نہیں تو وہ مریض کو دھوکہ دیتا ہے لہٰذا اس پر تاوان واجب ہوگا اور اس پر اہلِ علم کا اجماع ہے۔

نااہل ڈاکٹر پر ضمان عائد ہونے کی شرائط

جاہل طبیب پر ضمان واجب ہونے کے لیے دو شرائط کا تحقق ضروری ہے، ان کے بغیر ضمان واجب نہ ہوگا۔

پہلی شرط یہ ہے کہ مریض کو اس کے جاہل ہونے کا علم نہ ہو۔ اگر مریض اس معالج کی نااہلیت سے واقف ہو پھر بھی اسے علاج کرنے کی

اجازت دیدے تو چونکہ مریض نے خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا ہے اس لیے وہ خود نقصان کا ذمہ دار ہوگا، ڈاکٹر پر ضمان واجب نہ ہوگا البتہ اگر علاج میں مریض کی اجازت تو شامل ہو مگر یہ اجازت معالج کی طرف سے دھوکہ دہی پر مبنی ہو یعنی معالج نے اسے اپنی حذاقت ومہارت کا سبز باغ دکھایا ہو جس کی بناء پر مریض نے اسے ماہر گمان کر کے اجازت دے دی ہو تب بھی ناتجربہ کاری اور نااہلی کی بناء پر پہنچنے والے نقصان کی ذمہ داری طبیب ہی پر عائد ہوگی۔ علامہ ابن قیم لکھتے ہیں۔

ان غر العليل واوهمه انه طبيب وليس كذلك وان ظن المريض انه طبيب واذن له في طبه لاجل معرفته ضمن الطبيب ما جنت يده وكذلك ان وصف له دواء يستعمله والعليل يظن انه وصفه لمعرفته وحذقته فتلف به ضمنه (11)

ترجمہ: اگر معالج نے مریض کو دھوکہ دیا اور اسے یہ باور کرایا کہ وہ طبیب ہے حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں تھا، اگرچہ مریض نے یہ گمان کر لیا ہو کہ وہ طبیب ہے اور علاج کے فن سے واقف سمجھ کر اسے علاج کرنے کی اجازت دیدی تو وہ اپنی طبّی جنایت کا ضامن ہوگا۔ یہی حکم اس وقت بھی ہوگا جب معالج مریض کو دواء کی نشاندہی کر دے کہ وہ اس کو استعمال کرے اور مریض کا خیال ہو کہ یہ معالج فن سے آگہی اور مہارت کی بناء پر دواء تجویز کر رہا ہے یہاں تک کہ مریض فوت ہو جائے تو وہ معالج اس کا ضامن ہوگا۔

علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے دوسری شرط یہ بیان کی ہے کہ جاہل طبیب پر ضمان اس وقت واجب ہوگا جبکہ نقصان چیر پھاڑ اور قطع وبرید کے نتیجے میں واقع ہوا ہو لیکن اگر نقصان محض تجویز کردہ دواء کی بناء پر لاحق ہوا تو اس صورت میں معالج پر ضمان نہیں آئے گا۔ آپ کی عظیم کاوش اعلاء السنن میں ہے۔

انه لا يضمن الطبيب بذكره الدواء للمريض لان ذلك الهلاك انما يكون بفعل المريض وانما يضمن اذا عالجه بنفسه بان قطع العروق او بط او كوى فهلك (12)

ترجمہ: بیشک (جاہل معالج) مریض کے لیے دواء تجویز کرنے کی صورت میں نقصان کا ضامن نہیں ہوگا اس لیے کہ یہ ہلاکت مریض کے اپنے فعل (دواء کھانے) کی بناء پر لاحق ہوئی ہے اور معالج اس وقت ضامن ہوگا جبکہ اس نے خود علاج کیا ہو یعنی رگیں کاٹی ہوں یا زخم میں چیر پھاڑ کی ہو اور مریض ہلاک ہو گیا ہو۔

بعض حضرات نے دواء تجویز کرنے کی صورت میں بھی جاہل معالج کو ضامن قرار دیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ایسا طبیب اگرچہ مباشر نہیں لیکن متعدی ومتسبب ضرور ہے اور بعض اوقات مباشر ومتسبب کے اجتماع کے وقت بھی متسبب ضامن ہوتا ہے جبکہ علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے جو بات تحریر فرمائی ہے وہ اس ضابطے کے عین مطابق ہے کہ جب مباشر اور متسبب دونوں جمع ہو جائیں تو فعل مباشر کی طرف منسوب ہوتا ہے، متسبب کی طرف منسوب نہیں ہوتا اور مذکورہ صورت میں معالج متسبب اور مریض مباشر ہے لہٰذا یہ ہلاکت مباشر یعنی مریض ہی کی طرف منسوب ہوگی، معالج اس کا ضامن نہ ہوگا۔

تجربہ کار مگر غیر سند یافتہ ڈاکٹر پر ضمان کے احکام

یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ ہر کس وناکس کو علاج ومعالجہ کرنے کی اجازت نہیں بلکہ اس کے لیے اہلیت، فن میں مہارت اور تجربہ کار ہونا

ضروری ہے تاہم بعض اوقات کوئی شخص اپنے ذاتی مطالعہ اور تجربہ کی بنیاد پر دواؤں اور امراض کے بارے میں واقفیت اور مہارتِ تامہ تو رکھتا ہے مگر قانوناً اُسے علاج کرنے کی اجازت حاصل نہیں ہوتی یعنی گورنمنٹ کی طرف سے اسے ڈِگری جاری نہیں کی گئی ہوتی تو ایسے شخص کے لیے علاج و معالجہ کا پیشہ اختیار کرنے کا کیا حکم ہے ؟

اس کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ شرعی طور پر تو علاج کرنے کا مجاز ہونے کے لیے اہلیت و صلاحیت اور فن سے واقفیت ہی ضروری ہے چنانچہ ہر وہ شخص جو فنِ علاج سے واقف ہو خواہ رسمی تعلیم اور ڈگری کے بغیر کسی ماہرِ فن کی صحبت میں رہ کر علاج و معالجہ کی مشق اور تجربہ حاصل کرلے یا بعض امراض کے علاج اور ادویہ پر عبور حاصل کرلے تو ایسے شخص کو شرعاً علاج کرنے کی اجازت ہے البتہ قانونی طور پر ایسا شخص جس نے باضابطہ طور پر کسی میڈیکل انسٹی ٹیوٹ سے ڈاکٹری کی تعلیم حاصل نہیں کی اور قانون نے اسے علاج کا مجاز قرار نہیں دیا مگر وہ علاج میں مہارت اور تجربہ رکھتا ہے تو اس کے لیے علاج معالجہ کا پیشہ اختیار کرنے کے بارے میں علمائے عصر کی دو رائے ہیں۔

بعض حضرات کا کہنا یہ ہے کہ موجودہ زمانے میں امراض کی کثرت ہوگئی ہے اور دوائیں بھی بہت خطرناک ایجاد ہو چکی ہیں جن کے استعمال میں ادنی سی غلطی بھی بعض اوقات شدید نقصان کا باعث بن جاتی ہے اور کبھی کبھی تو دواؤں کا غلط استعمال جان لیوا ثابت ہو جاتا ہے۔ دواؤں کا ری ایکشن(Reaction) بھی اب عام سی بات ہوگئی ہے جس کی وجہ سے علاج میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں آپریشن بھی اب بہت زیادہ عام ہو گیا ہے جس کے لیے بڑی مہارت اور تجربہ کی ضرورت ہے ورنہ مریض کے اعضاء تلف ہونے اور جان ضائع ہونے کا سخت اندیشہ ہوتا ہے۔ ان حالات میں غیر سند یافتہ طبیب، ڈاکٹر یا سرجن کے بارے میں یہ اطمینان کرلینا آسان نہیں ہے کہ وہ اس کام کا اہل ہے یا نہیں؟ البتہ قانون جن حضرات کو عملی کام(Practice) کی اجازت دیتا ہے ان کے بارے میں یہ اطمینان ہو جاتا ہے کہ وہ صحیح علاج کریں گے لہٰذا جس طرح حادثات سے بچنے کے لیے ٹریفک قوانین کی پابندی ضروری ہے اسی طرح مریضوں کے تحفظ کے لیے اہلیت و لیاقت کے ساتھ ساتھ ڈاکٹروں کے لیے نافذ قوانین کی پابندی بھی ضروری ہے اس لیے غیر سند یافتہ ڈاکٹر کے لیے علاج کرنا جائز نہیں ہے۔

دیگر بعض ہم عصر علماء کا خیال یہ ہے کہ علاج میں اصل چیز حذاقت و تجربہ ہے نہ کہ قانونی طور پر علاج کرنے کا مجاز ہونا نیز حکومت جو قانون بناتی ہے اس کا منشاء لوگوں کو ضرر سے بچانا ہوتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ایسا شخص جو اہلیت کی بناء پر شرعاً تو علاج کا مجاز ہے لیکن قانونی اجازت سے محروم ہے ایسے شخص کے علاج کرنے میں عام لوگوں کا فائدہ ہے یا نقصان ؟ اگر نقصان عام ہے تو یقیناً اجازت نہ ہوگی اور اگر نفع عام ہے تو اجازت ہونی چاہیے۔ آجکل اس نوع کے معالجین جن کو قانونی اجازت حاصل نہیں ہے اسی قسم کے ہیں یعنی ان کا نفع عام ہے جبکہ ضرر عام نہیں ہے لہٰذا ہر وہ شخص جس کو فنی اعتبار سے واقفیت حاصل ہو خواہ ذاتی مطالعہ کی بناء پر یا کسی کی صحبت میں رہ کر اور وہ تجربہ کار بھی ہو اگرچہ قانونی طور پر اسے علاج کرنے کی اجازت حاصل نہ ہو تو وہ لوگوں کا علاج معالجہ کر سکتا ہے، اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

واضح رہے کہ جواز کے قائل حضرات کے نزدیک بھی ظاہراً تو حکومتی قوانین کی پابندی لازم ہے۔ صرف دیانۃً (فیما بینہ و بین اللہ) وہ علاج کا مجاز ہے۔ نیز ایسے معالج کے لیے فنِ طب سے اتنی مناسبت اور اس میں اتنی حذاقت و مہارت ہونا ضروری ہے جس سے مرض کی صحیح تشخیص

میں عموماً غلطی نہ ہو اور طریقہ علاج میں اتنا تجربہ ہو کہ عام طور پر اس کا علاج معتاد و معروف طریقے کے مطابق مفید اور ازالہ مرض میں موثر ہی ثابت ہوتا ہو۔(13)

مضمون نگار کی رائے

میری رائے یہ ہے کہ بلا شبہ علاج میں اصل چیز تو حذاقت و مہارت اور تجربہ ہے، قانونی طور پر علاج کا مجاز ہونا اصل نہیں مگر عصرِ حاضر میں بہت سے نیم حکیم بھی ڈاکٹروں کی صف میں گھس آئے ہیں اور تجربہ ولیاقت کے بارے میں اشتہاری بیانات و شہادتوں پر اعتماد کرنا مشکل ہو گیا ہے، نیز موجودہ صورتحال میں امراض کی کثرت و پیچیدگیوں، معاملات کی بے اعتدالیوں اور ادویہ کے خطرناک ری ایکشن کی وجہ سے ذاتی مطالعہ کی بنیاد پر علاج و معالجہ کرنے کی صورت میں صواب سے زیادہ خطاء کا امکان ہے بلکہ المیہ یہ ہے کہ دولت کی ہوس اور نفس پرستی کے اس دور میں سند یافتہ ڈاکٹروں پر اعتماد کرنا بھی مشکل ہو رہا ہے اس لیے موجودہ زمانے کی صورتحال کو دیکھتے ہوئے قانونی اجازت کو لازم قرار دینا مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ خطرے کے وقت معالج خود بھی حکومت کی قانونی گرفت سے محفوظ رہ سکے اور مریض کو بھی ماہرین کی خدمات حاصل کرنے میں آسانی ہو۔ واللہ اعلم

غیر سند یافتہ ڈاکٹر پر ضمان کا حکم

ایسا شخص جو اہلیت رکھتا ہو مگر قانوناً علاج کرنے کا مجاز نہ ہو اس کے علاج سے اگر مریض کو غیر معمولی نقصان پہنچے یا اس کا انتقال ہو جائے تو اس پر کوئی تاوان لازم ہو گا یا نہیں؟

تعدی (Transgression) کی صورت میں اس پر بالاتفاق ضمان واجب ہو گا کیونکہ تعدی کی صورت میں تو قانوناً مجاز ڈاکٹر پر بھی تاوان لازم ہوتا ہے (جیسا کہ آگے آرہا ہے) اگر بلا تعدی مریض کو نقصان لاحق ہوا تو جو حضرات ایسے شخص کو علاج کرنے کا مجاز قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک اس پر ضمان واجب نہیں ہو گا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اس کی طرف سے تعدی نہیں پائی گئی اور ضمان تعدی کی صورت میں ہوتا ہے۔ اکثر حضرات کے نزدیک اس پر ضمان واجب ہو گا کیونکہ ان کے نزدیک ایسا شخص علاج کا مجاز نہیں ہے گویا وہ مجور (Suspended person) ہے اور مجور سے کوئی چیز تلف ہو جائے تو اس پر تاوان لازم ہوتا ہے۔(14)

ماہر و مجاز ڈاکٹر پر ضمان کے احکام

اہلیت وصلاحیت کے ساتھ جس ڈاکٹر کو قانوناً علاج و معالجہ کی اجازت بھی حاصل ہو اس نے اگر کسی مریض کا علاج کیا اور اصولِ علاج کے مطابق اس نے کسی کوتاہی کا ارتکاب نہیں کیا یا آپریشن کیا اور اس میں ہر اعتبار سے اصولِ طب کے موافق قطع و برید کی، اس میں کسی زیادتی کا مظاہرہ نہ کیا مگر اس کے باوجود مریض کو کوئی نقصان لاحق ہو گیا یا اس کا کوئی عضو تلف ہو گیا یا مریض کی جان چلی گئی تو بالاتفاق ڈاکٹر پر اس کا ضمان واجب نہ ہو گا۔ علامہ ابن قیمؒ نے اس پر بھی فقہائے کرامؒ کا اتفاق نقل کیا ہے۔

طبیب حاذق اعطی الصنعة حقها و لم تجن یده فتولد من فعله الماذون فیه من جهة الشارع و من جهة من یطبه تلف العضو او النفس

او ذهاب صفة فهذا لا ضمان عليه اتفاقا فانها سراية ماذون فيه وهذا كما اذا ختن الصبى فى وقت وسنه قابل للختان واعطى الصنعة حقها فتلف العضو او الصبى لم يضمن وكذلك اذا بط من عاقل او غيره ما ينبغى بطه فى وقته على الوجه الذى ينبغى فتلف به لم يضمن(15)

ترجمہ: ماہر طبیب جس نے فنِ طب کا حق ادا کیا اور اس نے کوئی کوتاہی نہیں کی پھر بھی شریعت اور مریض کی جانب سے اجازت کی بنیاد پر ہونے والے اس کے کسی فعل سے عضو یا جان ہلاک ہوگئی یا کوئی صلاحیت ضائع ہوگئی تو بالاتفاق اس پر ضمان واجب نہیں کیونکہ یہ ماذون فعل کا سرایت کرنا ہے مثلاً جب بچے کا ایسے وقت اور عمر میں ختنہ کیا جو ختنہ کرنے کے لیے مناسب ہو اور (ڈاکٹر نے) فن کا حق ادا کیا، پھر عضو یا بچے کی جان ہلاک ہوگئی تو وہ ضامن نہیں ہوگا۔ اسی طرح کسی عاقل یا غیر عاقل کا زخم چیرا اور ایسے وقت اور طریقہ پر زخم چیرا جو بالکل مناسب تھا پھر بھی مریض ہلاک ہوگیا تو وہ ضامن نہ ہوگا۔

فتاوی بزازیہ میں ہے۔

الكحال الذرورى فى عين رمد فذهب ضوئها لا يضمن كالختان(16)

ترجمہ: برادے والا سرمہ آشوبِ چشم میں ڈالا اور بینائی جاتی رہی تو وہ ضامن نہ ہوگا جیسا کہ ختنہ کرنے والا۔

مذکورہ حوالوں سے واضح ہے کہ پوری طبّی مہارت رکھنے اور نیک نیتی کے ساتھ علاج کرنے کے باوجود اگر مریض کو کوئی نقصان پہنچ جائے تو ڈاکٹر پر اس کا ضمان نہ آئے گا بلکہ اگر کمالِ احتیاط اور کمالِ رعایت کے باوجود معالج سے کہیں بھول چوک واقع ہوگئی اور کسی ایسے معاملہ میں اس نے غلط رائے اختیار کی جس میں ایک سے زیادہ رائے کی گنجائش تھی تب بھی وہ ضامن نہ ہوگا کیونکہ علاج معالجہ کرنا ڈاکٹر کا منصبی فریضہ ہے اور محتاط طریقہ پر فرائض کی تکمیل کے دوران ہونے والے نقصانات کا قانونی طور پر انسان ذمہ دار نہیں ہوتا۔

کوتاہی پر ضمان

طبّی اصولوں کے مطابق جو احتیاطی تدابیر جس مرض کے علاج میں ضروری سمجھی جاتی ہیں ان کی رعایت رکھنا ڈاکٹر کی ذمہ داری میں شامل ہے۔ اگر کوئی ڈاکٹر اس کی رعایت کیے بغیر علاج کرے، بعض ضروی جانچیں (Test) نہ کروائے یا مریض کی پوری طرح دیکھ بھال نہ کرے یا آپریشن وغیرہ میں کاٹ پیٹ میں احتیاط سے کام نہ لے یا دواء تجویز کرنے میں غفلت کا مظاہرہ کرے جس کے باعث مریض فوت ہو جائے یا اس کا کوئی عضو بیکار ہو جائے تو بالاتفاق ڈاکٹر پر ضمان واجب ہوگا کیونکہ اگر ڈاکٹروں کی بداحتیاطی اور غفلت و کوتاہی کے باوجود تاوان لازم نہ ہو تو ضررِ خاص کی خاطر ضررِ عام کو نظر انداز کرنا لازم آئے گا جبکہ قاعدہ یہ ہے کہ ضرر عام کو دور کرنے کے لیے ضررِ خاص کو برداشت کیا جائے گا۔ فتاوی بزازیہ میں ہے۔

حجم او ختن او بزغ و تلف لم يضمن الا اذا تجاوز المعتاد(17)

ترجمہ: کسی نے پچھنہ لگایا، ختنہ کیا یا جانور کی نعل بندی کی اور (جانور یا آدمی) ہلاک ہوگیا تو وہ اس صورت میں ضامن ہوگا جبکہ اس نے معمول کی حد سے تجاوز کیا ہو۔

بلا اجازت علاج پر ضمان

علاج ومعالجہ کی شرائط میں یہ بات گذر چکی ہے کہ ڈاکٹر کواس کے طبّی عمل کے لیے مریض یااس کے اولیاء کی طرف سے اجازت حاصل ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر مریض لاوارث ہو تو حکومتِ وقت کی طرف سے اس کے علاج کی اجازت لیناضروری ہے چنانچہ اگرڈاکٹر مریض،اس کے اولیاء یاحکومتِ وقت کی اجازت کے بغیر کسی مریض کاعلاج کرے اور علاج کے نتیجے میں مریض کو نقصان لاحق ہو جائے توڈاکٹر پر تاوان لازم ہو گا مثلا ہسپتال میں مریض لایا گیااور ڈاکٹر کی رائے میں مریض کا آپریشن ضروری ہے اور ڈاکٹر نے مریض یااس کے قریبی اعزہ سے اجازت لیے بغیر آپریشن کر ڈالا جبکہ اجازت لینا ممکن تھاتو ڈاکٹر مریض کو پہنچنے والے نقصان کا ضامن ہو گا۔اس لیے کہ مریض کے علاج ومعالجہ کا اختیار خود اسے یااس کے اعزہ کو حاصل ہے۔ڈاکٹر کو بلا اجازت آپریشن کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

رجل او امراۃ قطع الاصبع الزائدۃ من ولدہ ، قال بعضھم لایضمن ولھا ولایۃ المعالجۃ وھو المختار ولو فعل ذلک غیر الاب والام فھلک کان ضامنا(18)

ترجمہ: کسی مرد یا عورت نے اپنے بیٹے کی زائد انگلی کاٹی تو بعض فقہاء نے فرمایا کہ وہ ضامن نہ ہونگے کیونکہ انہیں (بیٹے کا) علاج کرنے کی ولایت حاصل ہے، یہی مختار قول ہے اور اگر یہی کام ماں باپ کے علاوہ کسی اور نے کیا اور بچہ ہلاک ہو گیا تو وہ ضامن ہو گا۔

البتہ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اجازت کبھی صراحۃً ہوتی ہے اور کبھی دلالۃً، اگر مریض کے اولیاء صراحۃً زبان سے اجازت دیے بغیر اپنے طرزِ عمل سے اجازت ظاہر کریں تو یہ بھی اجازت شمار ہو گی۔

بعض اوقات مریض ہسپتال میں لایا جاتا ہے جس پر بیہوشی طاری ہوتی ہے اور وہ اجازت دینے کے قابل نہیں ہوتا اور اس کے اولیاء زیرِ علاج مقام سے بہت دور یانامعلوم ہوتے ہیں جن سے فی الفور رابطہ قائم نہیں کیا جاسکتا ایسی صورت میں اگر ڈاکٹر کی رائے میں آپریشن ضروری ہے اور تاخیر ہونے میں اس کے نزدیک مریض کی جان یا عضو کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے نیز غالب گمان یہ ہے کہ اگر آپریشن کر دیا جائے تو جان بچ سکتی ہے یا ضائع ہونے والے عضو کی حفاظت ہو سکتی ہے ،ایسی صورت میں اگر ڈاکٹر نے مریض اور اس کے قریبی اعزہ سے اجازت لیے بغیر مریض کا آپریشن کر دیا اور یہ آپریشن ناکام رہا، مریض کی جان چلی گئی یااس کا کوئی عضو ہلاک ہو گیا تو ڈاکٹر پر کسی قسم کا ضمان لازم نہیں ہو گا، اسلیے کہ ڈاکٹر کا یہ عمل انسانی جان یا عضو کے تحفظ کی خاطر تھاجو مصلحتِ شرع کے موافق ہے اس پر ضمان کا واجب کرنا اصولِ شرع کے خلاف ہے تاہم اس میں یہ ضروری ہے کہ اس طرح کے مریضوں کے بارے میں حکومت کی طرف سے بلا اجازتِ اولیاء آپریشن کر دینے کا قانونی جواز موجود ہو تاکہ اس مریض کو لاوارث مریضوں کے درجہ میں رکھا جاسکے کیونکہ اس کے اعزہ دنیا میں موجود ہونے کے باوجود فی الوقت غیر موجود کے درجے میں ہیں، اس وقت حکومت ہی اس کی ولی ہے اس بناء پر حکومت کی اجازت کافی ہو گی نیز ڈاکٹر کی طرف سے یہاں کوئی تعدی اور بدنیتی بھی نہیں پائی گئی جس کی وجہ سے اس پر ضمان عائد کیا جائے۔

یہی حکم اس وقت بھی ہو گا جب کوئی حادثہ پیش آنے پر کئی متاثر مریض ہسپتال لائے جائیں کیونکہ اس صورتحال میں بھی کوئی خبر نہیں ہوتی

کہ مریض کے اولیاء کون ہیں اور مریض کہاں کا ہے ؟اب اگر مریض پر بیہوشی طاری ہواور آپریشن کی فوری ضرورت ہو تو یہاں بھی سابق مسئلہ والا حکم جاری ہوگا۔

اب تک کی بحث کا حاصل اور خلاصہ یہ ہے کہ ڈاکٹر پر تین وجوہات کی بناء پر ضمان عائد ہوتا ہے۔

(ا) ڈاکٹر جاہل اور غیر سند یافتہ ہو۔(۲)ڈاکٹر کی طرف سے تعدی وخطاء پائی جائے۔(۳)ڈاکٹر مریض اوراس کے اعزہ سے اجازت لیے بغیر علاج کرے۔ آخر میں بداحتیاطی کی مروجہ بعض خاص صورتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

۱....آجکل آپریشن وغیرہ میں اس قسم کے واقعات سننے میں آتے ہیں کہ دورانِ آپریشن کوئی آلہ مریض کے پیٹ میں رہ گیا۔یہ واضح غفلت اور لاپرواہی ہے جو تعدی میں داخل ہے،اس کے باعث اگر وہ شخص ہلاک ہو گیاتو یہ قتلِ خطاء میں شمار ہوگااور ڈاکٹر پر ہرجانہ لازم ہوگا۔

۲....ڈاکٹر نے مریض کاآپریشن قبل از وقت کردیایاکسی اہم آپریشن سے پہلے ایسی ضروری جانچ پڑتال یعنی ٹیسٹ وغیرہ نہیں کروائے جن کا آپریشن سے پہلے کروانا تمام ماہرینِ فن کے نزدیک ضروری ہے یاغلط آپریشن کردیامثلادائیں آنکھ کاآپریشن ہونا تھا،ڈاکٹر نے غلطی سے بائیں آنکھ کاآپریشن کردیایااسی طرح جس حد تک چیر پھاڑ ضروری اور معروف ہے اس سے کہیں زیادہ چیر پھاڑ کردی جس کے باعث مریض جانبر نہ ہو سکایااس کو کوئی نقصان لاحق ہواتو چونکہ یہ بھی واضح تعدی ہے اس لیے ڈاکٹر پر مریض کو پہنچنے والے نقصان کاتاوان لازم ہوگا۔

۳....ڈاکٹر نے مریض سے جھوٹ بولا کہ اسے ایسی بیماری لاحق ہے جس کاآپریشن کرناضروری ہے،مریض نے جان کاخوف کرتے ہوئے اسے آپریشن کی اجازت دیدی پھر آپریشن کی وجہ سے مریض کی جان چلی گئی یاعضو ہلاک ہو گیا،اب اگر ڈاکٹر اپنے جھوٹ کااقرار کرلے یا مریض کی طرف سے بینہ پیش ہوجائے کہ آپریشن ضروری نہ تھاتو ڈاکٹر اس نقصان کاضامن ہوگا۔

۴ ....اگر کسی مریض کے بارے میں تمام ڈاکٹروں کی رائے یہ ہو کہ اس کاآپریشن کرنامہلک ہے پھر بھی کسی ڈاکٹر نے رسک لے کر اس کا آپریشن کردیاتو ہلاکت کی صورت میں ڈاکٹر ضامن ہوگاالبتہ اگر تمام ڈاکٹروں کی رائے میں آپریشن مہلک نہ ہو بلکہ بعض کے نزدیک آپریشن کرناضروری ہواور دیگر بعض کی رائے میں آپریشن نہ کرناضروری ہو توایسی صورت میں اگر کسی ایک ڈاکٹر نے اپنی رائے کے مطابق آپریشن کر ڈالااور مریض آپریشن کی وجہ سے ہلاک ہو گیاتواس کاتاوان ڈاکٹر پر لازم نہ ہوگا۔فتاوی عالمگیری میں ہے۔

ولا باس بشق المثانة اذا کانت فیها حصاة وفی الکیسانیات فی الجراحات المخفوفة والقروح العظیمة والحصاة الواقعة فی المثانة ونحوها ان قیل قدینجو وقدیموت اوینجو ولا یموت یعالج وان قیل لا ینجو اصلالا یداوی بل یترک(19)

ترجمہ:اگر مثانہ میں کنکر ہو تو آپریشن کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے،کیسانیات میں ہے کہ بڑے اور خطرناک زخموں،مثانے میں بن جانے والی کنکریوں اوران کی مثل دیگر بیماریوں میں اگر کبھی بچنے اور کبھی مرنے کی رائے دی جائے یابچنے اور نہ مرنے کی رائے دیجائے تواس کا علاج کردیاجائے اوراگر یہ کہاجائے کہ یہ قطعانہ بچے گاتواس کاعلاج نہ کیاجائے بلکہ چھوڑ دیاجائے۔

۵ ....اگر ڈاکٹر مریض میں کوئی ایسی بیماری پائے جس کا علاج اس کے علاوہ کسی دوسرے ڈاکٹر کے پاس ہو تو ڈاکٹر پر لازم ہے کہ اسے

دوسرے ڈاکٹر کے پاس بھیج دے، خود علاج نہ کرتا رہے مثلا فزیشن نے یہ سمجھا کہ اس مریض کا آپریشن ضروری ہے جس کا علاج سرجن کے پاس ہے پھر بھی اس نے مریض کو اس سے خبر دار نہ کیا بلکہ خود علاج کرتا رہا اور مریض ہلاک ہو گیا تو اس ہلاکت کی ذمہ داری بھی ڈاکٹر کے ذمہ آئیگی کیونکہ یہ مریض کے ساتھ واضح خیانت اور دھوکہ بازی ہے۔

٦....ڈاکٹر کے پاس مریض لایا گیا جو کسی خطرناک مرض میں مبتلا تھا مگر ڈاکٹر نے مریض پر کوئی خاص توجہ نہ دی بلکہ سرسری چیک اپ کر کے دواء تجویز کرتا رہا اور ڈاکٹر کی مستقل عدمِ توجہ کی وجہ سے اسے نقصان ہوا یا ڈاکٹر بیماری تو سمجھ گیا لیکن جان بوجھ کر ناقص، غیر معیاری اور غیر متعلقہ دوائیں لکھتا رہا، مرض کے مطابق دواء تجویز نہ کی جس کی بناء پر مریض کو نقصان ہوا تو بھی ڈاکٹر کو تاہی کرنے والا شمار ہوگا۔

٧ ....اصولی طور پر علاج و معالجہ کے مسائل عقدِ اجارہ کے ذیل میں آتے ہیں کیونکہ جب کوئی مریض علاج کی غرض سے کسی ڈاکٹر، طبیب یا حکیم وغیرہ کی خدمات حاصل کرتا ہے تو ڈاکٹر اور مریض کے مابین طے پانے والا معاملہ عقدِ اجارہ کہلاتا ہے لہٰذا اگر ڈاکٹر فیس لیکر کسی مریض کا علاج کرے اور اسمیں کوئی تعدی نہ کرے مگر مریض کو فائدے کے بجائے الٹا نقصان لاحق ہو جائے تو ڈاکٹر پر کوئی تاوان واجب نہیں ہوتا لیکن اگر ڈاکٹر فیس کے بغیر رضاکارانہ طور پر علاج کر رہا ہو تو رضاکارانہ علاج کرنا اپنی جگہ جتنا بھی لائقِ ستائش ہو اور عند اللہ وہ جتنے بھی اجر و ثواب کا مستحق ہو مگر قضاءً یہ ڈاکٹر ماخوذ ہوگا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی بھی مباح عمل سلامتی کے ساتھ مقید و مشروط ہوتا ہے۔چنانچہ شامی میں ہے۔

والاصل ان الوجوب لا یتقید بوصف السلامة والمباح یتقید به(20)

ترجمہ: قاعدہ یہ ہے کہ واجب عمل سلامتی کے وصف کے ساتھ مقید نہیں اور مباح عمل سلامتی کے ساتھ مقید ہوتا ہے۔

چونکہ رضاکارانہ علاج کرنے والے ڈاکٹر کا عملِ علاج مباح ہے جو سلامتی کے ساتھ مقید ہے اور بحیثیتِ اجیر علاج کرنے والے ڈاکٹر کا عملِ علاج واجب ہے جو سلامتی کی شرط کے ساتھ مقید نہیں۔

٩ ....ڈاکٹر کے لیے ضروری ہے کہ وہ مریض کو اس کے مرض کی تشخیص بتائے، اسے چھپانا ہرگز جائز نہیں اگر مریض کو اس کی بیماری بتانے میں نقصان کا اندیشہ ہو تو اس کے اولیاء کو اس کی خبر کر دے، انہیں اس کے مرض سے بے خبر نہ رکھے۔اسی طرح اگر ڈاکٹر معائنہ (chakup) کے دوران مریض کے کسی راز پر منکشف ہو تو ڈاکٹر پر لازم ہے کہ اسے راز ہی رکھے، افشاء نہ کرے تاہم اگر مریض کے فائدے کے پیشِ نظر ان کا کسی کے سامنے تذکرہ کرے تو یہ ممنوع نہیں مثلا دوسرے ڈاکٹر سے اس کے بارے میں مشاورت یا مریض کے اولیاء کو اس کے بارے میں خبر دار کرنا وغیرہ۔ان رازوں کو افشاء کرنے پر اگرچہ کوئی ضمان واجب نہیں ہوتا کیونکہ یہ ضررِ معنوی ہے لیکن ایسا کرنا گناہ ہے۔

ڈاکٹر پر ضمان عائد کرنے کا طریقہ

اب یہ بات قابلِ تحقیق ہے کہ ڈاکٹر پر کون سا ضمان واجب ہوگا، اس میں یہ تفصیل ہے کہ:

1) اگر ڈاکٹر کی طرف سے جنایت کا ارتکاب عمداً پایا جائے اور مریض کی جان چلی جائے تو ڈاکٹر سے قصاص بھی لیا جا سکتا ہے۔

2)اگر مریض کی جان ڈاکٹر کے ایسے عمل سے گئی جو قصداً نہیں کیا گیا بلکہ خطاءً صادر ہوا ہے تو یہ قتلِ خطاء ہے جس میں دیت وصول کی جائے گی۔
3)اگر ڈاکٹر کی تعدی، خطاء یا بلا اجازت علاج کرنے کی وجہ سے مریض کی جان نہ جائے بلکہ اسے نقصان لاحق ہو تو ایسی صورت میں ڈاکٹر پر تعزیر کی جاسکتی ہے۔ تعزیر تین طرح کی ہوسکتی ہے اور حاکم وقت اپنی صوابدید پر جو تعزیر چاہے کر سکتا ہے۔

(1)مالی: مالی تعزیر میں نقصان کا ہرجانہ وصول کیا جاتا ہے۔

(2)جسمانی: جسمانی تعزیر سزا یا قید کے ذریعہ ہوسکتی ہے۔

(3) معنوی: معنوی تعزیر میں ڈاکٹر کو عملِ طب سے روکا جاسکتا ہے یا اس کی ڈگری ضبط کی جاسکتی ہے خواہ محدود وقت کے لیے ہو یا مستقلاً ہو۔

تجاویز: (Recommendations)

مضمون نگار کی رائے ہے کہ اگر علاج و معالجہ کے شعبے میں درج ذیل تجاویز کو عملی جامہ پہنایا جائے اور ان اصولوں کی مؤثر تطبیق ہو تو انسانی جان کے تحفظ کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔

1. **طبّی تعلیم اور لائسنسنگ کا سخت نظام:**

حکومت اور متعلقہ اداروں کے لیے ضروری ہے کہ وہ طبّی تعلیم و تربیت اور لائسنس کے اجرا کے نظام کو مزید مؤثر بنائیں تاکہ نااہل اور جعلی معالجین کی حوصلہ شکنی ہو اور صرف مستند افراد ہی کو علاج کی اجازت دی جائے۔

2. **پیشہ ورانہ اخلاقیات کا فروغ:**

میڈیکل اداروں میں اسلامی اخلاقیات اور پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کو نصاب کا لازمی حصہ بنایا جائے، تاکہ معالجین میں امانت و دیانت، خدمتِ خلق اور عنداللہ جواب دہی کا شعور پیدا ہو۔

3. **احتساب اور نگرانی کا نظام:**

ہسپتالوں اور کلینکس میں ایک مؤثر مانیٹرنگ اور احتسابی نظام قائم کیا جائے جو طبّی غلطیوں، غیر ضروری ٹیسٹوں اور مالی استحصال کی روک تھام کرے۔

4. **جزا و سزا کا متوازن نظام:**

طبّی غفلت اور کوتاہی(Medical Negligence)کی صورت میں مناسب تعزیری و مالی سزاؤں کا نفاذ کیا جائے، جبکہ دیانتدار اور اصولوں کے مطابق خدمات انجام دینے والے معالجین کی حوصلہ افزائی بھی کی جائے تاکہ معالج اور مریض دونوں کے حقوق کا تحفظ ہوسکے اور نظام میں توازن برقرار رہے۔

5. **عوامی آگاہی:**

عوام میں یہ شعور بیدار کرنے کی بھی ضرورت ہے کہ وہ مال کے مقابلے میں اپنی صحت کو ترجیح دیں، صرف مستند معالجین ہی سے رجوع کریں

اور اپنے حقوق وذمہ داریوں سے آگاہ رہیں تاکہ اُن کی جان کا تحفظ یقینی ہو۔

6. تحقیقی واجتہادی کام کی حوصلہ افزائی:

اسلامی فقہ کی روشنی میں شعبہ طب کے جدید مسائل پر مزید تحقیقی کام ہونا چاہیے تاکہ نئے پیش آنے والے مسائل کا بروقت اور مؤثر حل فراہم کیا جاسکے۔

ان سفارشات پر عمل درآمد سے نہ صرف طبّی نظام میں بہتری آئے گی بلکہ شریعتِ اسلامیہ کے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق انسانی جان، وقار اور حقوق کا مؤثر تحفظ بھی یقینی بنایا جاسکے گا۔

مراجع ومصادر

(1) سجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، جلد ۲ ص ۴۷۲

(2) اتاسی، محمد خالد، شرح المجلۃ، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ج ۲ ص ۳۵۹

(3) ابن البزاز، محمد بن محمد، حاشیۃ البزازیہ علی الھندیۃ، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ج ۵ ص ۹۸

(4) زحیلی، الدکتور وھبہ، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دار الفکر، بیروت، ج ۵ ص ۹۴۴

(5) ابن عابدین، محمد امین الشامی، ردالمحتار علی الدالمختار، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی ج ۶ ص ۶۶۵

(6) ایضا: ج ۶ ص ۹۶

(7) حصکفی، محمد بن علی بن محمد علاء الدین، الدر المختار، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی ج ۶ ص ۶۶

(8) نظام الدین وجماعۃ من علماء الھند، الفتاوی العالمگیریۃ، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ ج ۶ ص ۳۰۳

(9) سجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، جلد ۲ ص ۴۷۲

(10) ابن القیم، محمد بن ابی بکر، زاد المعاد، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان ج ۳ ص ۸۲۸

(11) حوالہ بالا

(12) عثمانی، ظفر احمد، اعلاء السنن، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراچی، ج ۱۰ ص ۱۲

(13) قاسمی، مجاہد الاسلام، جدید فقہی مباحث، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراچی ج ۱۰ ص ۱۲

(14) حوالا بالا

(15) ابن القیم، محمد بن ابی بکر، زاد المعاد، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان ج ۳ ص ۹۲۸

(16) نظام الدین وجماعۃ من علماء الھند، الفتاوی العالمگیریۃ، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ ج ۵ ص ۹۸

(17) ابن البزاز، محمد بن محمد، حاشیۃ البزازیہ علی الھندیۃ، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ج ۵ ص ۹۸

(18) نظام الدین وجماعۃ من علماء الھند، الفتاوی العالمگیریۃ، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ ج ۵ ص ۳۰۶

(19) حوالہ بالا

(20) حصکفی، محمد بن علی بن محمد علاء الدین، الدر المختار، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی ج ۶ ص ۵۶۵

References

(1) Sijistani, Sulaiman bin Ash'ath, Sunan Abi Dawood, HM Saeed Company, Karachi, Vol. 2, p. 472
(2) Atasi, Muhammad Khalid, Sharh al-Majla, Maktaba Rashidiyya, Quetta, Vol. 2, p. 359
(3) Ibn al-Bazzaz, Muhammad bin Muhammad, Hashiyat al-Bazzaziya 'Aali al-Hindiyya, Maktaba Rashidiyya, Quetta, Vol. 5, p. 98
(4) Zahili, Dr. Wahba, Fiqh al-Islami wa'dalita, Dar al-Fikr, Beirut, Vol. 5, p. 944
(5) Ibn Abidin, Muhammad Amin al-Shami, Radd al-Mukhtar Ali al-Dal-Mukhtar, HM Saeed Company, Karachi, Vol. 6, p. 665
(6) Ibid: Vol. 6, p. 96
(7) Haskafi, Muhammad bin Ali bin Muhammad Ala'uddin, Al-Dal-Mukhtar, HM Saeed Company, Karachi, Vol. 6, p. 66
(8) Nizam al-Din and a group of scholars of India, Fatwa Al-Alamgiriyah, Maktaba Rashidiyah, Quetta, Vol. 6, p. 303
(9) Sijistani, Sulayman bin Ash'ath, Sunan Abi Dawood, H.M. Saeed Company, Karachi, Vol. 2, p. 472
(10) Ibn al-Qayyim, Muhammad bin Abi Bakr, Zad al-Ma'ad, Dar Ihya'at al-Turaht al-Arabi, Beirut, Lebanon, Vol. 3, p. 828
(11) Ibid, above
(12) Usmani, Zafar Ahmad, A'la' al-Sunan, Department of the Quran and Islamic Sciences, Karachi, Vol. 10, p. 12
(13) Qasimi, Mujahid al-Islam, New Fiqh Studies, Department of the Quran and Islamic Sciences, Karachi, Vol. 10, p. 12
(14) Ibid, above
(15) Ibn al-Qayyim, Muhammad bin Abi Bakr, Zad al-Ma'ad, Dar Ihya'at al-Turaht al-Arabi, Beirut, Lebanon, Vol. 3, p. 928
(16) Nizam al-Din and a group of scholars of India, Fatawa al-Alamgiriyah, Maktaba Rashidiyah , Quetta, Vol. 5, p. 98
(17) Ibn Al-Bazzaz, Muhammad bin Muhammad, Hashiyat Al-Bazzaziya Aali Al-Hindiyya, Maktaba Rashidiyya, Quetta, Vol. 5, p. 98
(18) Nizamuddin and a group of scholars of India, Fatawa Al-Alamgiriya, Maktaba Rashidiyya, Quetta, Vol. 5, p. 306
(19) Ibid, above
(20) Haskafi, Muhammad bin Ali bin Muhammad Alauddin, Al-Dur Al-Mukhtar, H.M. Saeed Company, Karachi, Vol. 6, p. 565